دلائل نبوت: مفہوم اقسام اور مترادفات

Proofs of Prophethood, Concept, types and Synonyms

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof. Department of Islamic Studies
GC Women University Faisalabad
Email: asmaaziz@gcwuf.edu.pk
Kadija Shoukat
Department of Islamic Studies
GC Women University Faisalabad
Farzana Hameed
Department of Islamic Studies
GC Women University Faisalabad

ABSTRACT
Allah sent His messengers one after the other for the guidance of mankind. This series started with Hazrat Adam (AS) and completed with our Last Prophet Hazrat Muhammad (PBUH). Whenever a prophet deputed by Allah to guide any nation, that nation asked for proofs on the truth of the Prophet's prophet hood and also demanded the miracles. With Allah's help, every prophet displayed some miracles to his nation to prove his righteousness or prophethood. This display of miracles turned many people to Allah, but there were still many unfortunate ones who did not embrace Allah's path even after that. Evidences of prophet hood have been appearing in every age. The question is, what are the Dalil-e-Nabuwah (proofs of prophecy) and through which ways these can be effectively used to convince people? This research is a discussion on dissemination of all these evidences to the world in form of Qura'anic verses, words in other Holy Scriptures, miracles of the Prophet(PBUH), his life history, his Seerah, his prophecies, and all his prayers accepted by Allah the Almighty. Renowned international biographers and muhaddithin have written exclusive chapters on proofs on the truth of the Prophet's prophet hood. They consider it to be one of very important aspects of the biography of the Holy Prophet (PBUH).
The debate of Proofs of Prophethood is very unique and important in the field of Seerah, Ilm ul Klam as well. Famous scholars worked on it primary subjects i.e. definition of Dail un Nabwah, its literal and terminological meanings, its synonym word, its types that how autobiographers, Muhaditheen and Mutakalmeen discuss and enlights and necessity of Prophethood. This research deals with all its scholarly debates to unveil this part of Seerah and Ilm ul Kalam.
Keywords: Proof of Prophethood, Seerah, Hazrat Muhammad (SAW)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بے مثال نبی بنا کر مبعوث کیا ہے اور ان کی زندگی کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ رسول کریم کی سیرت پر بہت لکھا جا چکا ہے۔ لفظ سیرت کے اندر بہت ہی وسعت ہے۔ "لفظ "سیرت" دراصل سار لیسیر سیراً و مسیراً سے نکلا ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں۔ طریقہ، چلنا، نیز قصے اور واقعات بیان کرنے کو بھی سیرت کہتے ہیں۔ علمائے لغت رقم طراز ہیں کہ سار یسیر سیراً و سیرۃً و مسیرۃً (باب ضرب یضرب) اس میں دو احتمال ہیں: یہ سار یسیر سے مصدر بھی بنتا ہے، اور اس صورت میں اس کا معنیٰ ہوتا ہے: "چلنا، راستہ لینا، رویہ یا طریقہ اختیار کرنا، روانہ ہونا، عمل پیرا ہونا[1] جبکہ تحقیقی بات یہ ہے کہ سار یسیر سے فعلۃ کا وزن ہے، بمعنی چلنے کا انداز و طریقہ۔ جیسے ذبحۃ کا معنی ہے: ذبح کا طریقہ۔ اور قتلۃ کا معنیٰ ہے: قتل کا طریقہ[(2)] یعنی سیرت سے مراد وہ حالت ہے جس پر انسان وغیرہ قائم ہو، چاہے وہ طبعی و غیر اختیاری (قدرتی) ہو یا چاہے وہ کسب کی گئی ہو۔[3] سیرت رسول کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"آنچہ متعلق بوجود پیغمبر ﷺ و صحابۂ کرام رضوان تعالیٰ علیہم و آں عظام است واز ابتداءِ تولدِ آنجناب تا غایتِ وفات آں را سیرت گویند۔"[4]

(وہ جو نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کے وجود سے متعلق ہو اور آپ علیہ السلام کی ولادت مبارک سے لے کر وفات تک کے حالات کو سیرت کہتے ہیں۔)

قدیم محدثین نے "مغازی و سیر" کے عنوان پر کتب حدیث میں کئی کئی ابواب باندھے ہیں۔ کتب بھی تالیف کی گئی ہیں۔ بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے "سیرت رسول" کے عنوان و تعریف کو بہت ہی وسعت دی ہے۔ جیسا کہ مقدمہ سیرت رسول میں ہے۔ حضور رحمت عالم کی ولادت باسعادت سے وفات اقدس تک کے تمام مراحل حیات، آپ کی ذات و صفات، آپ کے دن رات اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ کی ذات و صفات سے تعلقات ہوں خواہ وہ انسانی زندگی کے معاملات ہوں یا نبوت کے معجزات ہوں ان سب کو "کتاب سیرت" ہی کے ابواب و فصول اور مسائل شمار کرنے لگے اسی طرح خلفائے راشدین ہوں یا دوسرے صحابہ کرام، ازواج مطہرات ہوں یا آپ کی اولاد عظام۔ ان سب کی کتاب زندگی کے اوراق پر سیرت نبوت کے نقش و نگار پھولوں کی طرح مہکتے موتیوں کی طرح چمکتے اور ستاروں کی طرح جگمگاتے ہیں اور یہ تمام مضامین سیرت نبویہ کے شجرۃ کی شاخیں، پتیاں، پھول اور پھل ہیں۔[(5)]

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین نے دلائل نبوت کا معنیٰ و مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

دلائل دلیل کی جمع ہے، دلائل النبوہ کا مطلب ہے، ایسے دلائل جو نبی ﷺ کی نبوۃ کی صداقت و اثبات کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جاتے ہیں۔ یہی مفہوم معجزات کا ہے، یعنی ایسی دلیل جس کا جواب دینے سے مخالفین عاجز آ جائیں۔[(6)]

سیرت اور دلائل نبوت کا آپس میں گہرا تعلق ہے،اس سلسلہ میں صلاح الدین ثانی لکھتے ہیں کہ سیرت اور دلائل نبوت کا آپس میں بہت ہی گہرا تعلق ہے کیونکہ سیرت رسول کو دلائل نبوت کی بنیاد پر ہی پر کھا جا سکتا ہے۔ سیرت کا دلائل سے بھی تعلق ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دلائل سیرت ہی کا حصہ اور آدم علیہ السلام سے ہمارے پیغمبر تک تمام انبیاء کو نبوت کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانہ کی مناسبت سے اس زمانہ کے علم و فن کے مطابق معجزات عطا کیے جاتے رہے ہیں۔ کچھ انبیاء کی حسی معجزات عطا ہوئے اور کچھ کو علمی۔ ([7])

دلائلِ نبوت کے معنی کی توضیح اور تشریح میں ایک خاص تقسیم کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ چونکہ دلائلِ نبوت دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جن میں باہم نسبت اضافی ہے۔ لہٰذا اگر مضاف اور مضاف الیہ کے معنی و مفہوم کی توضیح من حیث الانفراد ہو تو یہ حدِّ اضافی ہو گی اور اگر اس کو مرکب اضافی کی وضاحت ترکیبی پہلو میں جامعیت و مجموعہ کا لحاظ کرتے ہوئے ہو گی تو یہ حدِّ لقبی ہے۔ لہٰذا اس کے معنی و مفہوم کی توضیح میں دونوں پہلو ممکن ہیں۔

۱۔ حدِّ اضافی ۲۔ حدِّ لقبی

حدِّ اضافی میں اوّلاً لفظ دلائل مذکور ہے۔ اس کے لغوی و اصطلاحی مفہوم کی تشریح و تنقیح حسبِ ذیل ہے۔

(الف) لفظ "دلائل" کی لغوی تحقیق:

لفظ دلائل جمع ہے اور اس کا مفرد دلیلة یا دلَةٌ ہے۔ ([8])

۱۔ محمد یعقوبی نے لفظ دلائل کی تحقیق میں لکھا ہے:

"الدليل جمع دليلة اجمع الدليل وهو كان علامة على الشئ" ([9])

(دلائل لفظ دلیلة یا دلیل کی جمع ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی چیز کی علامت ہونا کسی چیز کی پہچان ہونا اور نشانی ہونا جس سے وہ چیز پہچانی جا سکے۔)

۲۔ ابن منظور، لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ:

"والدّلِيلُ: اسم والجمع أدلّة و أدلاء ودلائلُ۔ والمرشد۔ والجمع: أدلّة، وأدلاّء، برهان، بيّنة، حجة، شاهد، علامة"[10]

(دلیل اسم کی جمع أدلّة، أدلاء اور دلائلُ آتی ہے۔ مرشد اور رہبر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جمع "أدلّة و أدلاء" ہے حجت، گواہ اور نشانی کو بھی دلیل کہا جاتا ہے۔)

۳۔ علامہ بلیاوی اس کے تین معانی ذکر کئے ہیں۔

"دله (ن) دلالة، دلولة ودليلى الى الشئ وعليه .دلّا و دلالاً و دلّ (س)

دَلَلًا دلت المرأة على زوجها۔"([11])

(دل، نصر باب سے ہے۔ جس کا معنی کسی چیز کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ دل ضرب سے ہو دلا، دلالا اس سے نکلتا ہے۔ کہا جاتا ہے عورت نے اپنے شوہر کی نشاندہی کی ہے۔)

دلیل اکثر راستہ دکھانا، رہنمائی کرنا، ناز، نخرہ کرنا، بناوٹی مخالفت کرنا۔ فخر کرنا اپنی داد و پیش کا احسان جتانا کے ہیں ۔اس کے علاوہ اس کا معنی ہے کہ ہر وہ چیز جس سے رہنمائی حاصل ہو۔ دوسرے لفظوں میں دلالۃ کے مفہوم کو یوں بیان کیا جاتا ہے:۔

'دليل ، شاہد، برہان، ماهى دلتك على صحة الجز اشارة علامة۔ " [12]()

(دلیل، گواہ، برہان، اس خبر کے درست ہونے پر ایک کی کیا دلیل ہے، اشارہ علامت)

۴۔ لفظ دلیل کا معنی اشارہ بھی ہے۔ جیسے (الضحک دلیل الفرح ۔) ([13]) (ہنسنا خوشی کی دلیل ہے۔) دلیل کے ایک معنی رہنمائی کرنے والا کے بھی ہیں جیسا کہ علامہ جرجانی نے لکھا ہے۔

"الدليل فى اللغة هو المرشد ومابه الارشاد" ([14])

(دلیل لغوی اعتبار سے رہنمائی کرنے والا ہے، جو ذریعہ رہنمائی ہے)

مزید لکھتے ہیں:

"الدلالة:هي كون اشيء بحالة يلزم۔۔۔۔۔۔والشيء الأول هو الدال، والثاني هو المدلول"([15])

(دلالت کہتے ہیں کسی چیز کا ایسے طریقے پر ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے۔ پہلی چیز ک "الدال" اور دوسری چیز کو "الدلول" کہتے ہیں۔)

۵۔ محمد بن ابو بکر رازی لکھتے ہیں:

و (الدَّلِيلُ): مَايُسْتَدَلُّ بِهِ. وَقَدْ (دَلَّهُ) عَلَى الطَّرِيقِ يَدُلُّهُ بِالضَّمِّ (دَلَالَةً) بِفَتْحِ الدَّالِ وَكَسْرِهَا وَ (دُلُولَةً) بِالضَّمِّ، " ".وَالْفَتْحُ أَعْلَى

دَلیل: ہر وہ چیز جس سے استدلال کیا جائے اور اسے دلیل بنایا جائے۔ (دَلَّ، یَدُلُّ) باب نصر سے اس کا معنی ہے:" راستہ بتانا اور راہنمائی کرنا۔ اس کا مصدر (دَلَالَۃً) فتحہ و کسرہ دونوں کے ساتھ منقول ہے لیکن فتحہ اولی ہے اور ضمہ کے ساتھ (دُلُولَۃً) بھی مستعمل ہے۔[16]"

۶۔ المعجم الوسیط میں ہے کہ:

"(الدّلالة) الإرشاد وما يقتضيه اللفظ عند إطلاقه، [ج] دلائل ودلالات"[17]

(دلائل اور دلالات ہے دلالۃ: راہنمائی کرنا، عند الاطلاق لفظ کی مراد، اس کی جمع ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ دلیل کے لغوی معنی میں رہنمائی اور مقصود تک رسائی کا مفہوم پایا جاتا ہے جس کی بناء پر حق و باطل اور صحیح و سقیم میں فرق ہوتا ہے۔ اور حقیقت یا اقرب الی الحقیقۃ کا تعین ہوتا ہے۔

(ب) دلیل کا اصطلاحی مفہوم:

اہل علم نے دلیل کو وہ ذریعہ یا سبب بھی کہا ہے جس کی وساطت سے کسی دوسری چیز کے علم تک رسائی ہو جیسا کہ درج ذیل اصطلاحی تعریفات ہیں:

۱۔ علامہ جرجانی اس کی اصطلاحی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

" الدّلِيلُ هو الذي يلزم من العلم به العلم بشيء آخر"[18]

(جس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آتا ہو)

۲۔ دلّ (دلالت) کے ایک معنی قیادت کرنا کے بھی ہیں جیسا کہ علامہ فیروز آبادی نے لکھا ہے:

"دلَّ الشَّخصَ إلى الشَّيء/ دلَّ الشَّخصَ على الشَّيء: أرشده وهداه إليه، قاده، عيَّن له المكانَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ۔" ([19])

(کسی چیز پر کسی شخص کی رہنمائی کرنا یعنی راستہ دکھانا، اس شخص کی کسی طرف رہنمائی کرنا، قیادت کرنا، کسی جگہ کی وضاحت کرنا۔ جیسا کہ حدیث ہے جو کسی بھلائی کے کام پر رہنمائی کرے وہ بھلائی کرنے والی کی مثل ہے۔)

ارشاد باری تعالی ہے۔

"فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ "([20])

(پھر جب ہم نے سلیمان کی موت کا فیصلہ کیا تو ان جنات کو ان کی موت کا پتہ کسی اور نے نہیں بلکہ زمین کے کیڑے نے دیا جو ان کے عصا کو کھا رہا تھا۔ چنانچہ جب وہ گر پڑے تو جنات کو معلوم ہوا کہ اگر وہ غیب کا علم جانتے ہوتے تو اس ذلت والی تکلیف میں مبتلا نہ رہتے۔)

سادہ الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی چیز کے علم سے دوسری چیز کے علم کا لزوم دلالۃ کے زمرے میں آتا

ہے۔ ان میں سب سے پہلی چیز کو دال کہتے ہیں اور دوسری چیز کو مدلول کہا جاتا ہے۔

۳۔ مناطقہ (منطق کا علم رکھنے والے)[21] کے نزدیک دلالت کی اقسام:

دلالت کی ایک تقسیم دلالتِ لفظیہ وضعیہ کے اعتبار سے ہے۔ چونکہ کوئی لفظ بولنے سے اُس کا معنی مفہوم ہونا دلالت لفظیہ وضعیہ ہے اور اس کی تین اقسام ہیں۔

(1) مطابقی (۲) تضمنی (۳) التزامی

ا۔ دلالتِ مطابقی وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت، حیوانِ ناطق پر اور چاقو کی دلالت پھل اور دستہ کے مجموعہ پر۔

۲۔ دلالتِ تضمّنی وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہٗ کے جز2 پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر اور چاقو کی دلالت صرف دستہ پر یا صرف پھل پر۔

۳۔ دلالتِ التزامی وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہٗ کے لازم3 پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت قابلیتِ علم پر۔ (22)

چنانچہ دلالت کی تقسیم ثانی میں یہ بات واضح ہوگئی دلالت کا مدلول لہ پر اطلاق ایک ہی جہت سے لازم نہیں ہے بلکہ اس کا اطلاق مختلف النوع ہے اور اس کی صورتیں متعدد ہو سکتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز کو معلوم کرنے کے لئے اور اسے جاننے کے لئے جو علامت، اشارہ، نشانی یا برہان ہوتی ہے وہ دلیل یا دلیلۃ کہلاتی ہے۔ جس کی جمع دلائل ہے۔

(ج) نبوت کی لغوی تعریف:

حدِ اضافی کی توضیح میں لفظ نبوت مختلف معنی یعنی "نبا نبا" آہستہ آواز نکالنا "نبا تنبه و تنبعيا و انباء فلانا الخبروالخير: خبر دینا "تنبا تنبوء" نبوت کا دعویٰ کرنا، النباء" خبر کی تفتیش کرنا، "النبوءة والنبوة :"خدا کی طرف سے الہام پا کر غیب کی بات بتانا، پیشین گوئی کرنا اور "النبی والنبی "اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ (23) نبی وہ ہوتا ہے جو زمین کی تمام چیزوں سے بلند ہوا۔ جیسا کہ لسان العرب میں نبوت کا لغوی مفہوم اس طرح بیان ہوا ہے:

> "النبوة : الجفوة ، الاقامة، الارتفاع،والنباوة والنبى: ما ارتفع من الارض وفى الحديث: فانى بثلاثة قرصة فوضعت على نبى اى على شى مرتفع من الارض من النباوة والنبوة الشرف المرتفع من الارض۔والنبى : العلم من أعلام الارض التى يهتدى بها قال الزجاج: واشتقاقه من نبأ و أنبأ أى أخبرقال بعضهم : ومنه اشتقا ق النبى لأنه ارفع خلق الله، وذلک يهتدى به قال الكسائى: النبى

الطریق، الانبیاء طرق الھدی قال ابن السکیت: النبی ھو الذی أنبأ من الله فترک ھمزۃ۔" (24)

(نبوت کے تین معانی بیان کیے ہیں۔۱۔ اجڈ پن، ۲۔ قائم کرنا، ۳۔ بلندی، پھر کہتے ہیں کہ نباوۃ اور نبی وہ ہوتا ہے جو کہ زمین سے بلند ہو۔ یعنی زمین کی تمام چیزوں سے بلند ہو۔ نبوۃ زمین سے بلند مقام رکھتی ہے۔ نبی زمین کے مناروں سے بلند منارہ ہے۔ جس کی طرف سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ زجاج کہتا ہے کہ نبی کا لفظ نبأ اور أنبا سے مشتق ہے جس کا مطلب خبر ہے۔ بعض دیگر نے بھی یہی کہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی دیگر مخلوق اللہ سے بلند تر ہوتا ہے۔ کسائی (علی بن حمزہ کسائی کوفی) کہتا ہے کہ نبی کا معنی راستہ ہے اور انبیاء ہدایت کے راستے ہیں۔ ابن السکیت کے نزدیک نبی وہ انسان عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں پہنچاتا ہے۔ پس اس میں ہمزہ ترک ہو جاتا ہے۔ یعنی نبیٔ کی بجائے نبیؐ ہو گا۔)

۲۔ لفظ نبی کا مادہ نبا ہے یعنی وہ عظیم ہستی جو ربِ کائنات کی خبر دے۔ جیسا کہ فیروز آبادی نے نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"النبأ : محرکۃ الخبر الجمع أنبأ والنبی المخبر عن الله تعالیٰ و تحرک الھمز المختار، أنبیأ، انباء و أنبأ والنبیون والاسم النبوۃ و نبأ کمنع نبأ ونبوأ ارتفع وعلیھم طلع ومن أرض الی أرض خرج۔"(25)

(نبی کا مادہ النبأ ہے جس کا معنی خبر کا متحرک ہے۔ اس کی جمع انباء ہے۔ نبی ایسا عظیم انسان جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے خبر دے۔ اس میں ہمزہ ترک کرنے کا اختیار ہے۔ نبی کی جمع انبیاء ہے اور اس کی جمع میں نباء، انباء، نبیون، نبوۃ بھی آتے ہیں۔ نبأ، نبوأ کی طرح ہے۔ جس کا معنی بلند ہو کر طلوع ہونا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلنا۔)

۳۔ نبوت کا لغوی معنی بلندی اور ارتفاع کے ہیں۔ فرأ کا قول ہے:

"النبی ھو من أنبأ عن الله، فترک ہمرۃ قال وان أخذت من النبوۃ والنباوۃ وھی الارتفاع أی أنہ أشرف علی سائر الخلق ۔"(26)

(نبی اللہ تعالیٰ کے پاس سے خبر پہنچاتا ہے۔ پس اس میں ہمزہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کا مادہ نبوۃ اور نباوۃ سے لیا گیا ہے۔ جس کا مفہوم بلندی ہے۔ یعنی کہ وہ تمام مخلوق سے افضل ہے۔)

۴۔ نبأ کا معنی معلومات یا اطلاع ہے، معلومات کا ٹکڑا، مخبری کرنے والا، ایک اعلانیہ، خبریں، اطلاع، خبروں کا ٹکڑا، ایک بیانیہ اور اس سے متعلقہ یا منسلک دیگر چیزیں مراد ہیں([27]) نبی کے معنی میں اہل لغت کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اس کو لفظ نبأ سے مشتق قرار دیتے ہیں جس کے معنی کے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی کے معنی "خبر دینے والے کے ہیں" بعض کے نزدیک اس کا مادہ "نبو" ہے۔ یعنی رفعت اور بلندی۔ اس کے معنی لحاظ سے نبی کا مطلب ہے "بلند مرتبہ" اور "عالی مقام" کسائی کا قول ہے کہ یہ لفظ در اصل نبئ ہے۔ جس کے معنی طریق اور راستے کے ہیں اور انبیاءؑ کو نبی اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی طرف جانے کا راستہ ہیں۔ علامہ جوہری اور فرّاء دونوں کی رائے کے مطابق یہ نبأ سے ماخوذ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نبی اللہ کی طرف سے خبر دینے والا ہوتا ہے۔

۵۔ قاضی عیاض نے نبی کے لغوی معنی کے اعتبار سے تین تعریفات ذکر کی ہیں۔

" فالنبوة في لغة من همز مأخوذة من النبأ و هو الخبر و قد لا تهمز على هذا التأويل تسهيلا **والمعنى: أن الله تعالى أطلعه على غيبه، وأعلمه أنه نبيه فيكون نبي (منبأ) فعيل بمعنى (مفعول) أو يكون مخبرا عما بعثه الله تعالى به، ومنبئا بما أطلعه الله عليه. فعيل بمعنى فاعل. ويكون عند من لم يهمزه من النبوة. وهو ما ارتفع من الأرض. ومعناه أن له رتبة شريفة ومكانة نبيهة عند مولاه منيفة فالوصفان في حقه مؤتلفان."**[28]

((۱) نبی النبأ سے ماخوذ ہے اور وہ خبر ہے ا۔ اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے غیب پر مطلع فرمایا ہے اور اسے بتایا ہے کہ وہ نبی ہے کیونکہ وہ سچی خبر دیتا ہے اور خبر لیتا ہے۔ اس صورت میں فعیل مفعول کے معنی میں ہے۔ (۲) یا اس کا معنی امر الٰہی کی خبر دینے والا ہوتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث فرمایا اور اس چیز کی اطلاع دیتا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے مطلع فرمایا۔ (۳) اور جس نے نبوت غیر مہموز پڑھا ہے اس کے نزدیک معنی زمین کی سطح مرتفع ہے۔ معنی یہ ہوا کہ نبی کا مرتبہ بہت شریف، مقام بہت بلند اور اپنے مولیٰ کے نزدیک رفیع الشان ہے۔ پس نبی کے حق میں دونوں اوصاف ضروری ہیں۔)

۶۔ نبیؐ کی ذات تمام لوگوں سے بلند مقام رکھتی ہے اسی لئے امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

"وقال بعضُ العلماء: هو من النَّبْوَة، أي: الرِّفعة ، وسمّي نَبِيّاً لرِفْعة محلّه عن سائر الناس المدلول عليه بقوله: " وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا"([29])

(بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ نبی "نبوۃ" سے ہے یعنی بلندی اور نبی کو اس نام سے اس

لئے منسوب کیا گیا کہ وہ تمام لوگوں سے بلند مقام رکھتا ہے اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے" وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا"[30]

وہ صفات جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان امورِ دنیوی و اخروی میں خرابیوں کو دور کرنے کے لئے جاری ہوتی ہے۔اسے نبوت کہا جاتا ہے اور نبی کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کی خبر دیتا ہے جس پر کہ عقول سلیمہ مطمئن ہوتی ہے اور نبی ہو سکتا ہے کہ فعیل بمعنی فاعل ہے۔([31])امام راغب اصفہانی کے نزدیک: "النبأ" کے معنی خبر مفید کے ہیں جو علم یا غلبہ ظن کا فائدہ دے اور حقیقی معنی کے لحاظ سے کسی خبر پر نبأ کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا جب تک اس میں تین چیزیں موجود نہ ہوں۔یعنی (۱)نہایت مفید ہونا،(۲)علم،(۳)غلبہ ظن کا حاصل ہونا،اور نبأ صرف اس خبر کو کہتے ہیں جس میں کذب کا احتمال نہ ہو۔جیسے خبر متواتر، خبرِ الٰہی اور خبر نبویؐ۔

نبوت سے مراد وہ خاص خبر ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنی طرف سے کسی خاص برگزیدہ بندے پر نازل فرمائے تاکہ بندوں کو اس سے واقف اور باخبر کر دے۔لہٰذا ان خبروں اور چیزوں کو پہنچانے کے لئے جو حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اس خاص برگزیدہ شخص کو پہنچی ہیں اور اس برگزیدہ شخص کو جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خبروں کو بندوں تک پہنچائے اس نبی کہتے ہیں۔([32])

۷۔ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف القدسی "المسامرۃ" میں لکھتے ہیں:

"النبی اوحی الیه بشرع سواء امر بتبلیغه والدعوۃ الیه ام لا۔"([33])

۸۔ حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"النبوۃ.وهو یتضمن أن الله ینبئه بالغیب و انه ینبئ الناس بالغیب۔"([34])

(نبی وہ ہے جو غیب کی خبروں کو جانتا ہو۔اور لوگوں کو غیب کی اطلاع دے۔)

نبوت اللہ کی ذات اور انسانوں کے درمیان سفارتکاری کا نام ہے۔([35])

(د) دلائلِ نبوت کا مفہوم:

اس قبل دلیل اور نبوت کی انفرادی طور بحث کی گئی۔اب مرکبِ اضافی "دلائلِ نبوت" کا کیا ہے اس کی تعریفات درج ذیل ہیں:

۱۔ ابن تیمیہ "آیات الانبیاء" میں دلائل نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وهي الأدلة و العلامات المستلزمة لصدقهم ، والدليل لا يكون إلاّ مستلزماللمدلول عليه مختصاً به ،لا يكون مشتركاً بينه وبين غيره، فإنّه يلزم من

تحقّقه تحقّق المدلول و إذا انتقى المدلول انتقى هو ---------- فما وُجد مع النبوّة تارة ، و مع عدم النبوة تارة ، لم يكن دليلاً على النبوّة۔"[36]

(اس سے مراد وہ نشانیاں اور دلیلیں ہیں جن سے انبیاء کرام علیہم السلام کا سچا ہونا لازم آتا ہے اور یہ اسی وقت ہو گا جب دلیل اپنے مدلول علیہ کے ساتھ مختص ہو کسی دوسرے کے ساتھ مشترک نہ ہو کہ جب بھی دلیل پائی جائے تو مدلول بھی پایا جائے اور مدلول نہ ہو تو دلیل بھی باقی نہ رہے۔ پس جو مدلول کی غیر موجودگی میں بھی پائی جائے وہ دلیل نہ ہو گی، اس لئے جو دلیل کبھی نبوت کے ساتھ پائی جائے اور کبھی نہ پائی جائے تو وہ نبوت پر دلیل نہ ہو گی)۔

۲۔ ابن تیمیہؒ دوسری جگہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"والْآيَاتُ وَالْبَرَاهِينُ الدَّالَّةُ عَلَى نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَثِيرَةٌ مُتَنَوِّعَةٌ. . . وَيُسَمِّيهَا مَنْ يُسَمِّيهَا مِنَ النُّظَّارِ (مُعْجِزَاتٍ) وَهَذِهِ الْأَلْفَاظُ إِذَا سُمِّيَتْ بِهَا آيَاتُ الْأَنْبِيَاءِ، كَانَتْ أَدَلَّ عَلَى الْمَقْصُودِ مِنْ لَفْظِ الْمُعْجِزَاتِ"[37]

(محمد ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والی نشانیاں اور دلائل بہت زیادہ اور متنوع ہیں، متکلمین انہیں معجزات کا نام دیتے ہیں لیکن مقصود پر زیادہ صحیح دلالت کرنے والا نام "آیاتُ الأنبیاء" ہے کیونکہ قرآن وسنت میں اس کے لئے "الآیۃ، البیّنۃ" اور "البُرھانِ" کے کلمات وارد ہوئے ہیں۔)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے نزدیک "دلائل النبوّۃ، اعلام النبوّۃ اور المعجزات " ان سب سے بہتر وہ نام ہیں جو خود صاحب شریعت نے استعمال کئے ہیں، لیکن متکلمین کے نزدیک معجزہ کی اصطلاح سے مراد ایک خاص قسم کی نشانی ہے جبکہ دلائل و اعلام سے ان کی مراد وہ تمام اعزازات، براہین، اخبار اور واقعات ہیں جو محمد ﷺ کی نبوت کی صحت اور صداقت پر دلالت کرتے ہیں اگرچہ وہ معجزہ اور خارق عادت نہ ہوں.

(ر) دلائل نبوت اور معجزات میں فرق:

دلائل نبوت اور معجزات میں فرق درج ذیل ہے:

الف۔ ابن حجرؒ تحریر کرتے ہیں:

"الْعَلَامَاتُ جَمْعُ عَلَامَةٍ وَعَبَّرَ بِهَا الْمُصَنِّفُ لِكَوْنِ مَا يُورِدُهُ مِنْ ذَلِكَ أَعَمَّ مِنَ الْمُعْجِزَةِ وَالْكَرَامَةِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ الْمُعْجِزَةَ أَخَصُّ لِأَنَّهُ يُشْتَرَطُ فِيهَا أن يتحدى النَّبِي مَنْ يُكَذِّبُهُ. . .

وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ الْمُتَحَدَّى بِهِ مِمَّا يَعْجَزُ عَنْهُ الْبَشَرُ فِي الْعَادَةِ الْمُسْتَمِرَّةِ. . .وسميت المعجزة لِعَجْزِ مَنْ يَقَعُ عِنْدَهُمْ ذَلِكَ عَنْ مُعَارَضَتِهَا۔"[38]

(علامات "علامة" کی جمع ہے اور مصنفؒ نے یہ تعبیر اس لئے اختیار کی ہے کہ یہ معجزہ اور کرامت سے زیادہ عام ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ معجزہ خاص ہے جس میں اپنے جھٹلانے والے کو چیلنج کرنا، خارق عادت ہونا اور معارضہ کا ناممکن ہونا شرط ہے، اسی لئے اس کا نام معجزہ رکھا گیا۔)

اس اقتباس سے یہ معلوم ہوا کہ معجزہ کے لئے کم از کم تین شرائط ضروری ہیں:

۱۔ وہ امر خارق عادت اور سنن کونیہ وطبیعیہ کے خلاف ہو۔

۲۔ اس امر کے ساتھ مخاطب کو چیلنج کیا گیا ہو۔

۳۔ اس امر کا معارضہ اور مقابلہ کرنا ناممکن ہو۔

ان تینوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو وہ معجزہ ہر گز نہیں کہلا سکتا لیکن دلیل اور نشانی بن سکتا ہے کیونکہ دلیلِ نبوت عام ہے اور صرف معجزات میں محصور نہیں۔

ب- یہی بات ابن ابی العز حنفیؒ نے بھی کہی ہے۔

"وَلَا رَيْبَ أَنَّ الْمُعْجِزَاتِ دَلِيلٌ صَحِيحٌ، لَكِنَّ الدَّلِيلَ غَيْرُ مَحْصُورٍ فِي الْمُعْجِزَاتِ. . ."[39]

(اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معجزات ہی صحیح دلیل ہیں۔ لیکن دلیل صرف معجزات تک ہی محدود نہیں ہیں۔)

(س) نبوت کی ضرورت:

جس طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی کا آنا قانونِ قدرت ہے۔ اسی طرح یہ بھی سنت الٰہی ہے کہ جب عالم انسانیت پر ضلالت و گمراہی کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اس کے مطلع سے ہدایت و رہنمائی کا نور طلوع ہوتا ہے۔ اگرچہ جس طرح ظلمت شب میں چھوٹے بڑے ستارے اپنی جھلملاہٹ سے کچھ نہ کچھ روشنی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح مصلحین ومجددین کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی حد تک ضلالت انسانی کی سیاہی کو کم کرتا رہتا ہے تاہم آفتاب کی ضیاء پاشی کا عالم ہی اور ہوتا ہے اس کے سامنے ستاروں کی جھلملاہٹ ماند پڑ جاتی ہے اور کرۂ ارض دفعتاً بقعۂ نور بن جاتی ہے۔ سلسلہ مصلحین کے اسی آفتابِ ہدایت کا نام ادیان و شرائع کی اصطلاح میں پیغمبر یا رسول ہے۔ عام مصلحین کے ہاتھ میں صرف

انسانی عقل و بصیرت کی مشعل ہوتی ہے۔(40) لیکن مشکوٰۃ نبوت سے جو نورِ ہدایت ملتاہے اس کا سر چشمہ وہ نور السمٰوٰت والارض ہے جس سے عام مادی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جس عمل کے ذریعے نوع انسانی اشیائے مادی کی پرستش سے ترقی کر کے عباداتِ الٰہی تک پہنچتی ہے۔ اقوام اور افراد کثیر تعداد میں شاہراہ ترقی سے منحرف ہو گئے اور اپنی خواہشات نفسانی کے غول اور دھوکہ کھا کر اپنے عہد طفولیت کے بتوں کی طرف لوٹ گئے جو محض ان کے جذبات کے تراشے ہوئے مجسمے تھے لیکن خدا کی آواز چاہے کوئی اسے سنتایا نہ سنتا ہو ہمیشہ دعوتِ حق دیتی رہی ہے اور وقت آنے پر اس کے بندگان خاص نے اُٹھ کر اعلان کیا ہے کہ انسان پر دوسرے انسانوں کی طرف سے اور اس کے پیدا کرنے والے کی طرف سے کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ یہ بندگان خاص خدا کے حقیقی پیغمبر تھے۔ وہ اپنی قوموں میں اپنے وقت کی پکار بن کر آئے۔ جس میں سچائی، پاکبازی اور انصاف کے وہ تمام ولولے تڑپ رہے تھے جو روح انسانی میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک زمانے کے روحانی تقاضوں کا ترجمان تھا۔(41) بڑے بڑے مصلحین، دانشور اور حکماء نے بنی نوع انسان کے دامن کو علم و حکمت سے تو بھر دیا لیکن یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نجات اور راہ ہدایت کی طرف سے کوئی رہنمائی نہیں کی۔ عالم ملکوت کے متعلق ان کا دامن تہی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ باطن کی نورانیت اور قلب و نظر کی تسکین کے لئے فلسفہ و حکمت کچھ کام نہ آسکے۔ یہ اہم خدمت نبوت و رسالت کے ذریعے انجام پائی۔ خالقِ کائنات نے اپنی اشرف مخلوق کی دنیوی کامرانی اور اُخروی فلاح و نجات کے لئے سلسلۂ نبوت جاری کیا۔ انبیاءؑ نے آکر وحی الٰہی کے ذریعے دینی خطوط پر انسانوں کی تعلیم و تربیت کا اہم کام سر انجام دیا اور ان کو تہذیب و تمدن اور فلاح کی راہ دکھلائی۔(42)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دیا ہے۔ عقل کے ذریعے سب کچھ پہچان سکتا ہے۔ عقل کے ذریعے حق و باطل کی تمیز کر سکتا ہے۔ امام غزالی نے نزدیک عقل کے مدرکات جب مدرکات ختم ہو جاتے ہیں تو اس وقت نبوت کا مقام شروع ہوتا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ انسان خلقت کے اعتبار سے غیر احساس پیدا کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے لمس کا احساس پیدا ہوتا ہے پھر دیکھنے کا حاسہ اور پھر سننے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ محسوسات کی حد ختم ہونے کے بعد ایک نیا دور شروع ہوتا ہے جس میں اس کو تمیز دی جاتی ہے اور ان چیزوں کا ادراک کر سکتا ہے جو اس کی دسترس سے باہر ہوتی ہیں۔ اس سے آگے عقل کا دور آتا ہے جس سے انسان ممکن، محال، جائز اور ناجائز کا ادراک کرتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر ایک اور درجہ ہے جو عقل کی سرحد سے بھی آگے ہے اور جس طرح تمیز و عقل کے مدرکات کے لئے حواس بالکل بیکار ہیں اس طرح درجہ کے مدرکات کے لئے عقل بیکار ہے۔(43) اسی درجہ کا نام نبوت ہے۔

(ص) نبی اور رسول میں فرق:

نبی اور رسول میں فرق ہے۔ اس سلسلہ میں امام عبد القاہر بغدادی نے لکھا ہے:

"فالنبی علی هذا وهو الرفیع المنزل عندالله، والرسول فهو الذی یتتابع علیه الوحی وکل رسول الله عزوجل نبی ولیس کل نبی رسولا"[44]

(نبی وہ ہے جس کا رتبہ اللہ کے ہاں بلند اور وہ اللہ کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہو۔ اور رسول وہ ہے جو وحی کی اتباع کرے۔ ہر رسول نبی ہے۔ لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے۔)

مذکورہ اقتباس کا خلاصہ یوں ہے۔ کہ رسول وہ ہوتا ہے جو کافروں کی طرف بھیجا جائے جو جھٹلانے والے ہوں اور نبی وہ ہوتا ہے جو کہ ایسی قوم کی طرف بھیجا جائے جو اس سے پہلے رسول کی شریعت پر ایمان رکھتے ہوں تو وہ انہیں دین سکھائے اور ان کے درمیان فیصلے کرے۔

(ط) نبوت کی خصوصیات:

نبوت کی چار خصوصیات ہیں جس کی بنیاد پر کسی انسان کو نبی کہا جا سکتا ہے۔

۱۔ نبوت و رسالت نہ اُلوہیت ہے نہ ابنیت ہے اور نہ ہی کوئی فلسفہ ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے سفارت اور نمائندگی ہے۔ قابل اعتبار سفیر وہ ہوتا ہے جو بادشاہ کا پیغام دوسروں کو پورے طریقے سے دے نہ صرف دوسروں کو اس کا پابند کرنے کی کوشش کرے بلکہ خود بھی اس کا پابند رہے۔ یعنی نبی کے علوم و معارف کا سرچشمہ ذاتِ الٰہی ہوتی ہے فکر و فلسفہ کے ظنّیات نہیں۔

۲۔ نبی کی تعلیمات ذی عقل بندوں کے لئے ہوتی ہیں۔ انسان کے علاوہ غیر ذی عقل ان تعلیمات کی مکلّف نہیں۔

۳۔ نبوت راہبوں اور جوگیوں کے طریقے کا نام نہیں۔ یہ نفس کشی اور ترک دنیا کی تعلیم نہیں دیتی بلکہ تعمیر دینی اور اصلاحِ دنیا کی تعلیم ہے۔ فلاحِ دارین ہے۔

۴۔ چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ نبوّت محنت اور کسب سے نہیں مل سکتی یہ سراسر وہبی منصب اور عطیہٗ الٰہی ہے۔ نبوۃ کے معنی و مفہوم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لغت میں یہ ارتفاع، بلندی، منارۃ، خبر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جبکہ قرآن کریم میں صرف عظیم اور سچی خبر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں بھی "نبأ" خبریں دینے اور بتانے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ ہُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ۔ اَنْتُمْ عَنْہُ مُعْرِضُوْنَ "[45]

(کہہ دو کہ: یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے۔ جس سے تم منہ موڑے ہوئے ہو۔)

"عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ۔الَّذِیْ ہُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ"(46)

(یہ (کافر) لوگ کس چیز کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں؟ اس بڑی خبر کے متعلق جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔)

"نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" (47)

(میرے بندوں کو بتادو کہ میں ہی بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہوں۔)

"نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ"(48)

(مجھے اس نے بتایا ہے۔ جو بڑے علم والا، بہت باخبر ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانے کے لوگوں کے حالات کے مطابق کوئی نہ کوئی دلیل نبوت و معجزہ عطا فرمایا جس سے لوگ نبی کی سچائی کو پہچان سکے اور ان کی نبوت کو تسلیم کرکے ان کی اتباع کی جن میں متعدد کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف رسولوں کو بطور دلیلِ نبوت کتابیں بھی عطا کیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کو تورات، حضرت داوٗدؑ کو زبور اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل اس کے علاوہ بھی مختلف انبیاءؑ کو صحیفے دیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْـمَةً لَّعَلَّهُـمْ يَتَذَكَّرُوْنَ "(49)

(اور ہم نے پہلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰؑ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔)

سب سے آخر میں حضرت محمد رسول ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی آمد سے نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ گروہ انبیاء کے سردار اور سید الاولین و آخرین خاتم النبیین ہیں اللہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کمالات و معجزات عطا کئے وہ کسی اور نبی و رسول کو عطا نہیں کئے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے دلائلِ نبوت و معجزات میں متعدّد فرق ہیں جیسے:

۱۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہر نبی سے افضل معجزات عطا ہوئے۔

۲۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ دلائلِ نبوت و معجزات عطا ہوئے جیسا کہ کتبِ احادیث و فضائل مثلاً دلائلُ النبوَّۃ، خصائصِ کبریٰ اور حُجَّۃُ اللہِ عَلَی الْعَالَمِین کے مطالعے سے ظاہر ہے اور "اِغاثۃ اللھفان" میں ابن قیم رحمہ اللہ کے مطابق جن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔(50)

۳۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کئی دلائلِ نبوت و معجزات ایسے ہیں کہ ایک معجزے میں بہت سے معجزے ہیں جیسے قرآن اور معراج النبی کہ یہ دو معجزے ہیں لیکن ان دونوں کے ضمن میں کئی معجزات موجود ہیں جس بات کی شاہد کتب احادیث و کتب دلائل نبوت ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دلائلِ نبوت و معجزات میں سابقہ انبیاء کے معجزات کو جمع کر دیا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دائمی دلیلِ نبوت و معجزہ قرآنِ مجید کی صورت میں عطا فرمایا۔

۶۔ آپ ﷺ کے دلائل نبوت کی ایک بڑا فرق اور بڑی اہم دلیل نبوت یہ ہے کہ کتب سماویہ میں تمام سابقہ انبیاءؑ خود بھی آپ ﷺ پر ایمان لائے اور اپنی اپنی قوم کو آپ ﷺ کی آمد اور نبوت سے متعلق بشارتیں بھی دیں۔

۷۔ آپ ﷺ کی دلائل نبوت اور براہین رسالت میں سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سورہ یٰس کی پہلی سے چوتھی آیت میں آپ ﷺ کی نبوت کی قسم کھائی ہے۔

۸۔ اس کے علاوہ خود آپ ﷺ کی ذات بابرکت میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت کی علامت ودیعت فرمادی تھی جو کہ خود بہت بڑی دلیلِ نبوت تھی جو کسی اور نبی کے حصہ میں نہ آئی۔ جیسے حدیث ہے کہ:

مہر نبوت کے وصف میں جابر بن سمرةؓ سے ایک جملہ "غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ" یعنی "سرخ رسولی جیسی (اور مقدار میں) کبوتر کے انڈے جیسی" منقول ہے۔"

"عن سماک قال حدثنی جابر بن سمرة قال رایت الخاتم الذی فی ظهر رسول اللہ ﷺ مثل بیضة الحمام"(51)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر خاتم النبوۃ کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔)

کتبِ سیرت میں آپ ﷺ کے دلائلِ نبوت و معجزات تقسیمات مختلف انداز میں ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر زمانی لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے دلائل نبوت و معجزات کی پہلی قسم جو آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل یا پیدائش کے وقت یا آپ ﷺ کی بعثت یا اعلانِ نبوت سے قبل ظہور پذیر ہوئے، ارہاص کہلائے۔ جبکہ دوسری قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی بعثت یا اعلانِ نبوت کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔

۲۔ آپ ﷺ کے دلائل نبوت و معجزات کے وجود کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے بے شمار دلائلِ نبوت و معجزات ظہور پذیر ہوئے اور ختم ہو گئے اور ایک قسم وہ ہے جو اب تک وجود رکھتے ہیں جیسے قرآنِ مجید۔

۳۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب میں آپ ﷺ کے دلائل نبوت و معجزات کی بنیادی طور پر دو قسمیں ذکر کی ہیں۔ جس کا اجمالی تعارف اس طرح ہے:

۳۔ا۔ دلائل نبوت معنوی

(ا) معجزہ قرآن (۲) اخلاق رسول

۳۔۲۔ دلائل نبوت حسیہ

ا) معجزات سماوی مثلاً سورج لوٹانے کا معجزہ، معراج النبی ﷺ

۲) دنیاوی معجزات مثلاً جمادات سے متعلق معجزات، مردوں سے گفتگو، شفائے امراض کے معجزات، برکت طعام و پانی، غزوات، فتوحات، پیشین گوئیوں وغیرہ کا سچا ہونا۔۔ دنیاوی معجزات میں نبی کریمؐ کے اکثر حسی معجزات ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے۔(52)

(ع) دلائلِ نبوت پر کتب:

کتبِ سیرت میں ہر طبقہ، زمانہ اور زبان میں سیرت نگاروں نے کہیں محدثانہ، کہیں مؤرخانہ، کہیں مؤلفانہ، کہیں فقیہانہ، کہیں متکلمانہ، کہیں ادیبانہ اور کہیں مناظرانہ مناہج و اسالیب اختیار کئے ہیں۔ اور آپ ﷺ سے متعلق ہر بات کُتبِ سیرت کا موضوع رہی ہے۔

سیرت رسول کی تالیفات کی ذیلی اقسام میں ایک اہم قسم کتب دلائل نبوت ہیں۔ دلائل نبوت سے مراد وہ تمام تر عقلی، نقلی دلائل اور معجزات ہیں جو کہ کسی بھی رسول کی رسالت اور نبوت کی تصدیق کرتی ہوں۔ آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل قرآن ہے۔ اور ادبِ سیرت میں کتب دلائل نبوت مراد جو آپ ﷺ کی نبوت کے اثبات وصداقت کے لیے لکھی گئی ہوں۔

دلائلِ نبوت و معجزات پر فنی مباحث، بنیادی مصادر میں کم نظر آتی ہیں۔ عمومی طور پر یہ مباحث بعض بنیادی کتبِ سیرت اور علم الکلام میں ضمناً زیر بحث آئے ہیں۔ ابتدائی دور میں محدثین نے دلائل نبوت و معجزات کو مختلف عنوانات کے تحت اپنی کتب میں جمع کیا ہے، مثلاً باب علامات النبوّۃ، باب علامات النبوّۃ فی الاسلام، باب فی معجزات النبی ﷺ، باب فی المعجزات، باب فی آیات اثباتِ نبوّۃ النبی ﷺ وغیرہ۔[53]

کتبِ سیرت کے بنیادی مصادر میں مؤلفین نے اپنے اپنے ذوق اور اسالیب کے مطابق دلائلِ نبوّۃ و معجزات کو مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تصانیف اگرچہ مختلف ناموں سے مرتب ہوئیں مگر ان کا موضوع مشترک ہے، مثلاً الآیات، البیّنات، اعلام النبوّۃ، دلائل النبوّۃ، خصائص النبوّۃ، الشواہد النبوّۃ اور معجزات النبی ﷺ وغیرہ۔ ناموں میں

اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ذکر کئے گئے یہ تمام الفاظ دراصل ایک دوسرے ہی کے مترادف ہیں۔ اسی لیے دلائل النبوّۃ پر مستقل تصانیف مختلف عنوانات کے تحت مرتب ہوئی ہیں مثلاً:

۱۔ **'آیات'** کے عنوان کے تحت لکھی گئی کُتب میں علی بن محمد المدائنی (۲۲۵ھ) کی 'آیات النبیؐ'، ابنِ حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) 'الآیات النیرات للخوارق والمعجزات' مشہور ہیں۔

۲۔ **'اعلام النبّوۃ'** کے عنوان کے تحت تحریر کرنے والوں میں سے المامون عباسی (۲۱۸ھ)، ابوحاتم الرازی (۲۲۷ھ)، داؤد بن علی الاصفہانی (۲۷۰ھ)، ابو داؤد الجستانی (۲۷۵ھ)، ابنِ قتیبہ (۲۷۶ھ)، احمد بن فارس اللغوی (۲۹۵ھ)، ابو المطرف عبدالرحمٰن بن محمد القرطبی (۴۰۲ھ)، عبد اللہ بن عبد العزیز (۴۸۷ھ)، ابو الحسین الماوردی (۵۴۰ھ) احمد بن ابی بکر البوصیری (۸۴۰ھ) وغیرہ کی کُتب قابلِ ذکر ہیں۔

۳۔ **'خصائص'** کے عنوان کے تحت مرتب کردہ تصانیف میں معجزات کے ساتھ آپ ﷺ کی نمایاں خصوصیات کو بھی شامل کیا گیا ہے، اس موضوع پر لکھنے والوں میں ابنِ جوزی (۵۹۷ھ)، حافظ مغلطائی (۷۶۲ھ)، تاج الدین سبکی (۷۷۱ھ)، جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)، ابنِ حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) وغیرہ مشہور ہیں۔

۴۔ **'اثبات النبوّۃ'** کے عنوان سے لعلی بن زین الطبری کی 'الدین والدولۃ فی اثبات نبوّۃ النبی ﷺ' احمد بن عمر بن ابراھیم کی کتاب 'اثبات نبوۃ محمد ﷺ'، احمد بن عبد حلیم بن تیمیہ کی 'کتاب النبوات' ھارونی کی 'اثبات النبوّۃ ﷺ'، ابو الحسن احمد بن الحسین کی 'اثبات النبوّۃ النبی ﷺ' اور احمد محمود السادائی کی 'اثبات النبوّۃ' اور امام ربّانی کی 'اثبات النبوّۃ' ادبِ سیرت میں موجود ہیں۔

۵۔ **'شواہد النبوۃ'** کے عنوان سے فارسی زبان میں عبد الرحمٰن جامی نے شواہد النبوت تصنیف کی جس کا اردو ترجمہ بشیر حسین ناظم نے اور بعد میں محمد شریف عارف نے کیا۔

۶۔ دلائلِ نبوّۃ و معجزات پر سب سے زیادہ تصانیف 'دلائلِ النبوّۃ' کے عنوان سے لکھی گئی ہیں ان میں ابو زرعۃ الرازی (۲۶۴ھ)، ابو بکر البیہقی (۴۵۸ھ)، سلیمان بن احمد الطبرانی (۳۶۰ھ)، ابو نُعیم الاصبہانی (۴۳۰ھ)، سعید بن عبد القادر بن سالم باشنفر (معاصر) اور مقبل بن ھادی کی الصحیح المسند دلائل النبوۃ، قابلِ ذکر ہیں۔

۷۔ معجزات کے عنوان سے بھی اہم تصانیف تحریر کی گئی ہیں جن میں عمر بن الحسن (۶۳۳ھ) کی 'الآیات البیّنات فی ذکر مافی اعضاء رسول اللہ من المعجزات'، ابو عبد اللہ ابنِ مرزوق التلمسانی (۸۴۲ھ) کی 'الآیات الواضحات فی وجہ دلالۃ المعجزات' جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) کی 'الخصائص الکبریٰ فی المعجزات خیر الوریٰ' یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۲۶۵ھ) کی

'حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین' اور 'بھجۃ المحافل وبغیۃ الأماثل في تلخیص السیر والمعجزات والشمائل' یحیٰی بن ابی بکر نمایاں تصانیفات ہیں۔

خلاصہ بحث:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں نبی ورسل کو مبعوث فرمایا۔ جن کا بنیادی مقصد لوگوں کو ہدایت دینا ہے۔ نبوت سے مراد وہ خاص خبر ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنی طرف سے کسی خاص برگزیدہ بندے پر نازل فرمائے تاکہ بندوں کو اس سے واقف اور باخبر کردے۔ لہٰذا ان خبروں اور چیزوں کو پہنچانے کے لئے جو حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اس خاص برگزیدہ شخص کو پہنچی ہیں اور اس برگزیدہ شخص کو جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خبروں کو بندوں تک پہنچائے اس نبی کہتے ہیں۔ نبوت و سالت کی ضرورت ہر حال میں رہی ہے۔ کیونکہ انسان کو بہکانے کے لئے شیطان بھی دنیا میں موجود ہیں۔ لوگوں کی اصلاح کے لئے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں ورسولوں کو بھیجا ہے۔ جس کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا۔ نبوت ورسالت نہ اُلوہیت ہے نہ ابنیت ہے اور نہ ہی کوئی فلسفہ ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے سفارت اور نمائندگی ہے۔ نبی کی تعلیمات ذی عقل بندوں کے لئے ہوتی ہیں۔ انسان کے علاوہ غیر ذی عقل ان تعلیمات کی مکلّف نہیں۔

حوالہ جات

1 بلیاوی، ابوالفضل، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، کراچی: مطبع مجلس نشریات اسلام، 1992ء، ص410، مادہ: س، ی، ر

2 کیرانوی، مولانا وحید الزمان، القاموس الوحید، لاہور: مطبع ادارہ اسلامیات، 2001ء، ص831

3 تھانوی، محمد بن اعلیٰ، کشاف اصطلاحات الفنون،، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 3/123

4 شاہ عبدالعزیز، عجالہ ءنافعہ، بہار: مجلس ثقافت اسلام، ص54

5۔ توکلی، نور بخش، سیرت رسول عربی، کراچی: مکتبہ فیضان مدینہ، س ن، ص ۱۲

6۔ ثانی، صلاح الدین، اصول سیرت نگاری، کراچی: مکتبہ یادگار شیخ الاسلام، ۲۰۰۳ء، ص۱۵۷

7۔ ثانی، صلاح الدین، اصول سیرت نگاری، ص۱۵۷

8۔ زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس، کویت: حکومۃ الکویت، ۱۹۹۵ء، ۲۸/ ۵۰۲

9۔ البغوی، حسین بن مسعود، الانوار فی شمائل النبی المختار،، بیروت: دار المکتبہ، ص:۲۵

10۔ ابن منظور، لسان العرب، بیروت: دار صادر، طبع ثالث، 1414ھ، مادۃ (د ل ل) 249:11

[11] ۔بلیاوی، ابوالفضل، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، کراچی: دارالاشاعت، س۔ن، ص:۲۴۶

[12] ۔احمد مختار، عبدالحمید، معجم اللغۃ، بیروت: عالم الکتاب، 2008ء، ص:۷۶۴

[13] ۔احمد مختار، عبدالحمید، معجم اللغۃ، بیروت،: عالم الکتاب، 2008ء، ص:۷۶۴

[14] ۔جرجانی، الشریف، علی بن محمد، کتاب التعریفات، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ص۱۰۴

[15] -جرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، ص۱۰۴

[16] - الرازی، محمد بن ابی بکر، مختار اصحاح بیروت: المکتبۃ العصریۃ، طبع خامس، ۱۹۹۹م، ص۱۰۶، (مادہ: دل ل)

[17] -ابراہیم مصطفی اور دیگر، المعجم الوسیط، تحقیق: مجمع اللغة العربية، استنبول، ترکی: دار الدعوة، ۱: ۲۹۴

[18] -جرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، ص۱۰۴

[19] ۔فیروز آبادی، ابوطاہر مجد الدین محمد بن یعقوب، قاموس المحیط، ص

[20] ۔سبا:۱۴

[21] ۔منطق ایک مستقل علم ہے۔ مناطقہ سے مراد یہاں منطقی حضرات ہیں۔

[22] ۔جرجانی، الشریف، علی بن محمد، کتاب المرقات، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن، ص:۷۵

[23] ۔جرجانی، الشریف، علی بن محمد، المرقات، ص:۷۵

[24] ۔المنجد، ص:۳۶۵

[25] ۔الانصاری، جمال الدین، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ، ۱۴/۳۰

[26] ۔الطالقانی، ابوالقاسم، اسماعیل بن عباد، المحیط فی اللغۃ، س۔ن، ۱/۱۴۳

[27] ۔الفارابی، ابونصر، اسماعیل بن حماد، الصحاح فی اللغۃ، بیروت: دار العلم للملایین، ۱۴۰۷ھ، ۲/۵۳۰؛ الحسینی، ابوالفیض، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالہدایہ، س۔ن، ۱/۲۵۵۔۲۵۶

[28] ۔مالکی، قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ، ۱/۴۸۷،

[29] ۔اصفہانی، راغب، المفردات فی غرائب القرآن، ص۷۹۰/مریم:۵۷

[30] - مریم:57

[31] ۔المفردات فی غرائب القرآن، ص:۴۸۲

[32] ۔اصفہانی، ابو القاسم، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دارالقلم، الدار الشامیۃ، دمشق، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ص:۴۸۱۔۴۸۲

[33] ۔کاندھلوی، محمد ادریس، عقائد الاسلام، لاہور، ادارہ اسلامیات، ص:۷۵، ۷۴

[34] ۔ القدسی، کمال الدین، محمد بن محمد، المسامرة بشرح المسايرة، مصر، مكتبة الازهریہ، 2006ء، ص:۲۳۱

[35] ۔ ابن تیمیہ، فتاویٰ ابن تیمیہ، ۱۸/ ۷

[36] -ابن تیمیہؒ، احمد، ابو العباس، النبوات ,فصل في آيات الانبياء و براهينهم، القاهرة: المطبعة السلفية، 1386ھ، ص:30

[37] -ابن تیمیہ، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، السعودية: دار العاصمة، طبع ثانی، 1999م، 5:412

[38] -ابن حجر، احمد بن علي بن حجر، ابو الفضل، العسقلاني، فتح الباري، باب علامات النبوة في الإسلام، بيروت: دار المعرفة، 1379ھ، 6: 581-582

[39] -ابن ابی العز الحنفیؒ، شرح العقيدة الطحاوية، تحقیق: احمد شاکر، السعودية: وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، طبع اول، 1418ھ، ص:109

[40] ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ج4، ص:۵۴، ۵۳

[41] ۔ سید امیر علی، روح الاسلام، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1/ ۱۳۳

[42] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۵/ 698

[43] ۔ الغزالی، ابو حامد، محمد بن محمد، المنقذ من الضلال، مصر: دار الکتب الحدیثہ، ص:۵۴، ۵۳

[44] ۔ بغدادی، عبد القاہر، اصول الدین، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵، ص:۱۵۴، ۱۵۳

[45] ۔ ص:۶۸، ۶۷

[46] ۔ النباء:۲، ۱

[47] ۔ التحریم:۳

[48] ۔ الحجر:۴۹

[49] -القصص:43

[50] -ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی، إغاثة اللهفان فی مصاید الشیطان، ریاض: دار المعارف، ج:2، ص:347

[51] ۔ مسلم:1833

[52] ۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، معجزات النبی، بیروت: مکتبہ توفیقیہ، ۱/ ۱۵۔ ۲۵

[53] -دیکھیے، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمزی اور مشکوۃ المصابیح کے متعلقہ ابواب